ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ڈاکٹر ظہیر وٹو
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ پنجابی.جی سی یونیورسٹی لاہور
ڈاکٹر شبنم اسحاق
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ پنجابی.جی سی یونیورسٹی لاہور
ڈاکٹر سفیر حیدر
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو.جی سی یونیورسٹی لاہور

پنجاب کی سیاسی و سماجی صورت حال: ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ الحاق کے تناظر میں

(1849-57)

Dr Zaheer Wattoo
Assistant Professor, Deptt. of Punjabi, GC University Lahore.
Dr Shabnam Ishaq
Assistant Professor, Deptt. of Punjabi, GC University Lahore.
Dr Safeer Hyder
Assistant Professor, Deptt. of Urdu, GC University Lahore.

Punjan's annexure with the East India Company and the resultant Socio-Political Condition.

(1849-57)

This study is an attempt to highlight the socio-political situation of Punjab from 1849 to 1857. East India Company used propaganda tools to create an illusion that Punjab stood by them in the War of Independence. In reality, however, Punjab fought against them due to a multiplicity of reasons- which are also the main contours of Punjab's socio-political scenario of the above mentioned era. The era - as has been developed in this study - is characterised by land settlement quite contrary to the aspirations of the locals apart from the establishment of roads and other means for the transportation of commodities - alongside the connected heavy taxation. Furthermore, the locals were alienated from their culture, religion, language and customs which resulted in the uprooting of the social, cultural and

linguistic roots which can be felt even to this day. The thesis has been established with the help of primary resources on the issues which are an antidote to the British propaganda on the topic.

Keywords: *Punjab, East India Company, Board of Administration, Education, Litrature, Land sattelment.*

ویسے تو پنجاب پہلی جنگ ۱۸۴۶ء کے بعد ہی ایسٹ انڈیا کمپنی کے زیر قبضہ تھا مگر ۱۸۴۹ء میں شیر سنگھ سے جنگ کے بعد لارڈ ڈلہوزی نے "اعلان لاہور" کے ذریعے پنجاب جیسے زرخیز علاقے کو کمپنی سرکار کا باقاعدہ حصہ بنا دیا۔ اب بڑا مسئلہ اس علاقے کا انتظام تھا۔ کمپنی کے پیش نظر دو ہی مقاصد تھے۔ ایک بھرپور لالچ تھا اور دوسرے ہر طرح کی بغاوت سے بچاؤ کی پیش بندی۔ اسی مقصد سے پنجاب بورڈ آف ایڈمنسٹریشن کی تشکیل کی کوششیں شروع ہوئیں۔

لارڈ ڈلہوزی کی عمر اس وقت سینتیس سال تھی جس میں سے محض کچھ سال اس نے ہندوستان میں گزارے تھے۔ اتنی قلیل مدت میں کوئی کسی انجانے ملک کے سماجی ڈھانچے اور لوگوں کی بود و باش کو کس حد تک سمجھ سکتا ہے۔ بورڈ میں منتخب افراد میں خاص فرد ہنری لارنس تھا جو ہندوستان میں چھبیس سال گزار چکا تھا۔ اس کے پنجابیوں کے ساتھ گہرے روابط تھے۔ لدھیانہ، افغان جنگوں اور چلیانوالی کی وجہ سے پنجابیوں میں اس کا ایک خاص مقام تھا۔

فریڈرک پی گبن پنجابیوں کے بارے میں لارڈ ڈلہوزی کی رائے کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

> " ..... Lord Dalhousie was convinced that there would be small prospect of peace of India untill the Khalsa had been crushed and the Sikh forced to acknowledge that the English were their master." (1)

ہنری لارنس، ڈلہوزی سے مختلف مزاج رکھتا تھا۔ وہ دیسی لوگوں کے ساتھ رہ کر ان کے دل جیتنا چاہتا تھا تاکہ کمپنی سرکار پر امن ماحول میں پنجاب پر حکومت کر سکے۔

حکومت کا یہ لطف پنجابیوں سے ہاتھ ملا کر ہی ممکن تھا نہ کہ ان سے بگاڑ پیدا کر کے۔ جب یہ مسئلہ طوالت اختیار کر گیا تو ہنری نے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ لارڈ ڈلہوزی جانتا تھا کہ ہنری پنجاب میں انتہائی کام کا بندہ ہے۔

آخر اس کو ماننا پڑا اور بورڈ کی تشکیل ہوئی۔ اس بورڈ میں ہنری کا ایک بھائی جون لارنس بھی شامل کیا گیا۔ دونوں احترام کے رشتے کے باوجود اختلاف رائے رکھتے تھے۔ جون لارنس کی سمجھ بوجھ کا اندازہ ہارو ڈلی کی کتاب "برادرز ان راج" سے لگایا جاسکتا ہے۔ سیتھی کے حوالے سے لکھا ہے:

"Sethi notes that in 1887, Sir Edgar Bochm cast a statue of Jhon as part of Lahore's commemoration of the Queen's Jubilee year, using as his theme Jhon's offer of sword or pen. The original inscription read 'By which will ye be governed- The pen or the sword ?' " (2)

دونوں بھائیوں کو اکٹھا کرنا لارڈ ڈلہوزی کی ایک چال تھی۔ دونوں کا ایک دوسرے کی بات ماننا مشکل تھا۔ آخر یہ طے پایا کہ کام بانٹ لئے جائیں گے اور کسی خاص مسئلے کے علاوہ ایک دوسرے کے کام میں مداخلت نہ کی جائے گی۔ پنجاب بورڈ آف ایڈمنسٹریشن بنا جس میں تینوں بڑے عہدے موجود تھے۔

" On March 30, 1849, the Punjab was proclaimed a British province and The Punjab Board of Administration was formed, with Sir Henry as president and John Lawrence and Mr. Mansel the remaining members." (3)

سر ہنری لارنس بورڈ کی صدارت سے پہلے بھی پنجاب کے بڑے عہدے پر تھا۔ پنجابیوں سے اس کے تعلقات ۱۸۴۰ء سے تھے اور بہتر سلوک کی وجہ سے دوسرے انگریزوں کی نسبت اس کی عزت بھی بنی ہوئی تھی (۴)۔ اس لئے اس نے اپنے ذمہ سیاسی اور فوجی کام لئے۔ پنجابی سرداروں کے ساتھ تعلقات، پنجابی فوج کو نہتا کر کے نئی فوج کی تیاری اس کی ذمہ داری تھی۔

ہنری کا بھائی جون لارنس ایک محنتی افسر تھا اور سول اور معاشیاتی کاموں میں تجربہ رکھتا تھا۔ بورڈ میں ان کاموں کی ذمہ داری اسے سونپی گئی۔ بورڈ کے ایک دوسرے ممبر مسٹر مانسل کے ذمہ عدالتی کام تھے۔ یہ فلسفی مزاج کا سول افسر تھا۔ مسٹر چارلس گریوائل مانسل کے بارے میں بخشیش سنگھ نجر لکھتے ہیں:

"Mansel was admirably fitted to discover the weak points in any course of action which was proposed, and with somewhat irritating impartiality, would argue with Jhon in favour of Henry's views, and with Henry in favour of Jhon's. He would thus throw the dry light of intellect on questions which might otherwise had been seen owing either to the aristocratic leanings of Henry or the democratic leanings of Jhon, through a too highly coloured medium."(5)

بورڈ کے تحت چار ڈویژنوں(لاہور، ملتان، جہلم اور لیہ) میں چار کمشنر ، پچاس سے زیادہ ڈپٹی اور اسسٹنٹ کمشنر تعینات کئے گئے۔ جلد ہی دونوں بھائیوں میں سکھ سرکار کی طرف سے دھرم شالائوں اور مکاتب کو ملی ہوئی مراعات پر تنازع کھڑا ہوا۔ لارڈ ڈلہوزی نے مانسل کی جگہ رابرٹ منٹگمری کو بورڈ کا ممبر بنا دیا تا کہ ان دونوں بھائیوں میں سلوک بنا رہے۔ یہ ان دونوں بھائیوں کا ہم جماعت اور مزاج آشنا تھا۔

سب سے پہلے پنجابی فوج کو نہتا کیا گیا۔ چیلیانوالی میں پنجابیوں نے ہتھیار ڈالے اور ساتھ ہی بورڈ نے اپنی وفادار فوج کو بھی نہتا کیا۔ پھر چنے ہوئے جوانوں کو فوج میں بھرتی کر لیا اور باقیوں کو پنشن جاری کر دی گئی۔ پنجاب پر قبضے سے پہلے کمپنی کو ان کی مشاورت کی ضرورت تھی مگر اب تو وہ آقا تھی اور کسی بھی قانونی اور شخصی پابندی سے آزاد بھی۔ معاہدئہ امرتسر کی بندش سے آزاد ہونے کے لئے تو وہ سالوں سے کوشاں تھی۔ پنجابی فوج کی دہشت ابھی تک ان کے دل میں تھی اس لئے سب سے پہلا کام فوج کو ختم کرنا ہی تھا۔ ایس۔ ایس۔ تھارن بورن لکھتے ہیں:

" The glory had departed from the Khalsa but not the energy, not the manly virtues, which had raised obscure and simple Jats to supreme power in the Punjab, and had almost wrested the specter of empire from the hands of English."(6)

سکھ دور کی فوج سے من چاہے سپاہیوں کی ملٹری پولیس بنائی گئی جس کے دو شعبے کیولری اور انفنٹری بنے۔ دس بٹالین کی یہ پولیس دیسی کمانڈروں کے زیر نگرانی انگریز کپتانوں کی ماتحت بنائی گئی۔ ان کا کام تھانوں، اسلحہ خانوں، جیلوں اور

خزانے کی رکھوالی کے ساتھ ساتھ پتن پر جاسوسی، کشتیوں کا کنٹرول، جرائم کی روک تھام اور مجرمان کو پکڑنا تھا(۷)۔ اس طرح پنجاب سے ٹیکس وصولی کے ساتھ ساتھ لوگوں کو دبانے، ٹھگی، جو پورے ہندوستان میں تھی لیکن پنجاب میں بھی بڑھ رہی تھی، کو ختم کرنے کے لئے دیرپا اقدامات کئے گئے۔ نوزائیدہ لڑکیوں کا قتل، مطلقہ خواتین کی شادی، ستی کی رسم اور ایسی کئی برائیوں کے خاتمے کے لئے سخت قوانین وضع کئے گئے۔

فوج کے بعد پنجاب کو پوری طرح گرفت میں لینے کے لئے عام لوگوں کو بھی نہتا کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں ایک کروڑ سے زائد چھوٹے بڑے ہتھیار جمع کئے گئے۔ یہ کام دیہاتوں کے سرداروں سے لیا گیا۔ پنجاب بورڈ آف ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ کے مطابق:

" The orders were further explained to the heads of men of every large village."(8)

بورڈ نے پنجاب میں کمپنی کی تعمیرات کا کام سول انجینئر کرنل نیپیئر اور اس کے ساتھیوں کے ذمے لگایا۔ کرنل نیپیئر کے کام کے بارے میں بورڈ کی رپورٹ کچھ اس طرح لکھی گئی:

" The operations pertaining to the civil engineer's department may be arranged under the following classes:

1. Cantonments, forts and other military buildings for the Punjab fronties force.

2. Public works and edifices, and offices for civil purposes.

3. Roads, bridges and viaducts.

4. Canals." (9)

سب سے پہلے پنجاب کے لوگوں کو کڑے ہاتھوں قابو کرنے کا طریقہ اپنایا گیا۔ ٹیکس اکٹھا کرنے اور لوگوں کو کنٹرول کرنے کے لئے چھاؤنی، قلعے، تھانے، تحصیل اور ضلع کی سطح پر عمارات کی تعمیر کی گئی۔ فصلوں کی بہتری کے لئے نہروں کا کام کیا گیا۔ اپنے تجارتی استعمال کے لئے بندرگاہوں تک پل اور سڑکیں بنائی گئیں۔ سڑکوں کے متعلق پنجاب بورڈ کی رپورٹ میں لکھا ہے:

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

"–For general purposes, the roads of the Punjab may be thus classified

1st Military roads.

2nd Road for external commerce.

3rd Roads for internal commerce. " (10)

کمپنی کے پنجاب پر قبضے کے وقت یہاں نانک شاہی روپیہ رائج تھا۔ سرکار نئی بنی تو روپیہ بھی نیا ہو گیا۔ کشمیری، نانک شاہی اور مغل سکے اکٹھے کر کے بمبئی اور کلکتہ کے ٹکسالوں سے نیا روپیہ بنایا گیا جس پر ملکہ کی تصویر کے ساتھ انگریز راج کی مہر تھی۔

سب سے بڑا ظلم اور دھوکہ پنجاب سے پنجابی زبان کا خاتمہ کر کے کیا گیا۔ انگریز پنجاب پر قبضے سے سو سال پہلے سے بنگال اور باقی ہندوستان میں موجود تھے۔ وہاں کی ترائے نسل انہی کی پیروی کرتی تھی۔ جب انگریز پنجاب وارد ہوئے تو ان کے ساتھ پوربیوں کی فوج ہی تھی۔ انگریز ان کی بولی سے خوب واقف تھے۔ پنجابی انہیں اجنبی اور غیر مانوس معلوم ہوئی تو یہاں کی سرکاری زبان اردو قرار دی گئی۔ سرکاری طور پر تو پنجابی بولنے والے اسی دن گونگے ہو گئے۔ بورڈ سے پہلے پنجاب کے تعلیمی نظام میں ہندو، مسلم اور سکھ تینوں طرح کے طالبعلم موجود تھے جس کی وجہ سے ہندی، عربی اور پنجابی کی تفریق موجود تھی۔ پنجاب بورڈ کی رپورٹ اس صورت حال کی عکاسی کرتے ہوئے کہتی ہے:

"At the Hindoo Schools, writing and the rudiments of arithmetic and generally taught in the Hindi character; at the Mussulamn Schools are read to Koran in Arabic, and the didactie and poetical works of Sadi in Persian, (the Gulistan and Bostan); and the Sikh School, The Grunthin Goormukhee, or the repository of the faith taught by Nanuck and Guroo Govind." (11)

بورڈ کی رپورٹ میں پنجابی خواتین کی تعلیم کا بیان کچھ اس طرح لکھا ہے:

"It is remarkable that female education is to be met with in all parts of Punjab the girls and the teachers (also females) belong to all of the three great tribes, viz, hindoo,Mussulman and Sikh." (12)

بورڈ کا سب سے منافع بخش کام ریونیو اکٹھا کرنا تھا۔ رنجیت سنگھ سے لے کر ۱۸۴۹ء تک پنجاب کے سارے ریکارڈ کو نئے سرے سے چھانا گیا۔ نہری پانی، چرائی، کانوں، جانوروں، چنگیوں، زمینوں اور دیگر کاروبار کے سارے طریقوں میں اپنی مرضی کے ٹیکس ٹھونسے گئے۔ جانوروں کی چرائی پر لگائے گئے ٹیکس کے بارے میں پنجاب بورڈ کی رپورٹ میں کچھ اس طرح درج ہے:

" Camels, One rupee one anna and eight pies each: goats and sheep, three rupess two anna per hundred, buffalos ten annas each." (13)

یہ ٹیکس مغل دور سے لاگو تھا لیکن دیوان ساون مل نے اس پر بہت کام کیا۔ پنجابی حکومت کے زمانے میں یہ ٹیکس صرف بڑے ریوڑوں پر ہی لگتا تھا جس کو "ترنی" کہا جاتا تھا۔

بورڈ نے اپنے افسران مختلف جگہوں پر بھیجے جنہوں نے فصلوں کا حجم سامنے رکھ کر اوسط ٹیکس نکالا اور حکومت کو رپورٹ پیش کر دی۔ مجموعی پیداوار کا پچاس فیصد بطور ٹیکس وصول کرنے کا ظالمانہ قانون بنایا گیا اور تیس سال کے لئے لاگو کر دیا گیا۔ جے رائل روزبری لکھتے ہیں:

"Government demand was set at one half net produce. Produce remaining after deducting cultivation expenses. Rather than collecting a portoin of each years crop in kind or a cash equivalent, fixed cash assessments were imposed for periods of up to thirty years. The assessment process, or settlement, was based upon calculations of average productivity." (14)

اس میں کمپنی کی سیاست یہ تھی کہ اب کسان زیادہ محنت کریں گے تاکہ ٹیکس ادا کرکے بھی کچھ نہ کچھ بچ جائے اور ہر دفعہ کا حساب اور وصولی آسان ہو سکے۔ اس حکم میں کمپنی کا ہی فائدہ تھا۔ کمپنی سے پہلے ٹیکس کا دارومدار پیداواری صلاحیت پر ہوتا تھا۔ اگر فصل کم ہوتی تو ٹیکس بھی گھٹ جاتا تھا۔ دریاؤں کی کٹائی، خشک سالی اور دیگر آفتوں کی صورت میں کسان اور حکومت برابر کا نقصان برداشت کرتے تھے لیکن کمپنی کی اس چال کے بعد نقصان اکیلے کسان کے حصے میں آیا۔ فصل ہو یا نہ ہو ٹیکس ہر صورت واجب الادا تھا۔ پنجابی حکومت کے دور میں ٹیکس وصولی کے بڑے طریقے "بٹائی" اور "کنکوٹ" تھے۔ بٹائی کے تحت ہل پھری فصل میں سے ٹیکس کا حصہ ناپ کر علیحدہ کر لیا جاتا تھا۔ اس طرح بازار میں مندی اور آفتوں کا ڈر اکیلے کسان کا نہیں ہوتا تھا۔ دوسرے بڑے طریقے کنکوٹ کے تحت تیار فصل کو ناپ لیا جاتا تھا اور کسان کو اس کی کٹائی اور صفائی کا معاوضہ بھی مل جاتا تھا۔ اندو بنگا لکھتے ہیں:

> "Accoding to one contemporary estimate, 'batai' and 'Kankut' accounted for four- fifths of the land- revenue collected from the territories of the Lahore Darbar in 1847." (15)

پنجاب بورڈ کی رپورٹ میں سکھ سرکار کے وقت ٹیکس پر بات کرتے لکھا ہے:

> -"Where the Government demand consisted of a share of the crop, whether by actual division or by appraisement of the harvest produce, the officials sometimes disposed of the grain themselves, but more commonly obliged the agriculturists to pay for it in cash, at prices rather higher than those quoted in the ordinary markets." (16)

اپنی رپورٹس میں پنجاب بورڈ آف ایڈمنسٹریشن اس بات کو بڑھا چڑھا کر بتاتا رہا کہ لوگوں پر ٹیکس پنجابی حکومت سے کم لگایا گیا ہے لیکن بہتر انتظام کے ذریعے زیادہ وصولی حاصل ہوئی ہے۔ ہر علاقے کی اپنی روایات اور طور طریقے ہوتے ہیں جس پر صدیوں سے عمل جاری ہوتا ہے۔ اگر حکومت مقامی ہو تو وہ نشیب و فراز سے بخوبی آگاہ ہوتی ہے۔ پنجابی فوج میں زیادہ تعداد کسانوں کی تھی جن کی تنخواہ حکومت ٹیکس سے ادا کرتی تھی اور کسان تنخواہ سے ٹیکس۔ پنجاب بورڈ کی رپورٹ میں پنجاب سرکار کے ٹیکس کی وضاحت موجود ہے:

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

> "That the resources of the country were not strained by this taxation can hardly be supposed But, in some respects, the Government gave back with one hand what in had taken with the other. The employees of the state were most numerous; every Jat village sent recruits for the army, who again remitted their savings to their home. Many a highly taxed village paid half its revenue from its military earnings; thus money circulated freely." (17)

انگریز نے پنجابی فوج کے بڑے حصے کو نہتا کر کے فوج سے نکال دیا۔ اب ان کی معاشی حیثیت صرف کسان ہی رہ گئی تھی۔ ٹیکس ادائیگی کا تنخواہ والا سہارا ختم ہو گیا تھا۔

پنجاب بورڈ آف ایڈ منسٹریشن نے نقد ٹیکس وصولی کا طریقہ کار اپنایا۔ پنجابی حکومت کے دور میں اس طریقے کو "ضبط" کہا جاتا تھا اور یہ پنجاب کے چند علاقوں میں خاص فصلوں پر رائج تھا۔ اندو بنکا لکھتے ہیں:

> "The Sikh chief applied this method to superior or perishable crops like cotton, indigo, sugarcane, tabacco, poppy, safflower, chillies oilseeds, pulses and vegetables." (18)

انگریزوں کی اس چال سے کسانوں کو شدید مشکلات اور نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ کسان پیسے اور اس کی گنتی سے بھی نا آشنا تھے۔ لوگ اپنی فصلوں سے "بٹائی" اور "کنکوٹ" کے ذریعے ہی ٹیکس ادا کرتے تھے اور بقایا فصل سے مزدوروں، فقیروں، سادھوؤں اور عبادت گاہوں کا حصہ نکال کر سنبھال لیا کرتے تھے۔ ٹیکس کے نئے نظام کے بعد پہلے فصل بیچ کر پیسوں کی شکل میں لانا اور پھر حکومت کو ادائیگی کرنا ایک پیچیدہ عمل تھا۔ اس پیچیدگی سے نمٹنے کے لئے دلال میدان میں اترے جن کی چالبازی کے بعد کسان ہر طرح کے فائدے سے محروم ہو گئے۔ رومیش دت لکھتے ہیں :

"One reform was of doubtful benefit to the people, the substitution of the British system of collecting land revenue in mony for the old system of payment in kind." (19)

پنجاب بورڈ آف ایڈمنسٹریشن نے ۱۸۴۹ میں ملتان ڈویژن کی پہلی سیٹلمنٹ سمری دی گئی(۲۰)۔ یہ تین سال کے لیے لاگو ہوئی۔ اس کی بنیاد پنجاب کے آخری چار سالوں کی پیداوار کے ریکارڈ کو سامنے رکھتے ہوئے رکھی گئی۔ دریا کے کناروں، درمیانی اور بار کی زمین سب پر اوسط پیداوار کی بنیاد پر ایک جیسا ٹیکس متعین کیا گیا۔ فصل آنے پر یہ سیٹلمنٹ سمری غلط ثابت ہو گئی۔ جے رائل روزبری لکھتے ہیں:

"Reduction did not compensate for the difference between and inelastic demand and a demand tied to the size of harvests." (21)

جن چار سالوں کی بنیاد پر اگلے تین سالوں کا ٹیکس متعین کیا گیا تھا ان کی رپورٹوں اور پیداوار میں مطابقت نہ تھی۔ ٹیکس نقد رقم کی صورت میں لگایا گیا تھا۔ بازار میں اجناس کی قیمت گر گئی اس کی ایک وجہ پنجابی فوج سے نکالے گئے فوجیوں کا کاشتکاری میں حصہ لینا اور پیداوار کا بڑھنا تھا۔ طلب کے مقابلے میں رسد بڑھنے سے قیمت گر گئی۔

اس سمری کی سب سے بڑی خامی دریا اور نہروں کی زمین پر ٹیکسوں کا زیادہ ہونا اور کنوئیں پر سیراب ہونے والی زمین پر ٹیکس کم ہونا تھا۔ جے روزبری کی تحریر اس بات کی دلیل ہے۔

"Accordingly, the new assessment pressed too heavily on river and canal areas and not heavily enough on wells. Lastly, the summary settlement did not make adequate provision for remissions in event of river encroachments or canal failure." (22)

گوگیرہ کی خان واہ (نہر) ۱۸۵۲ء کا تک (بجائی کے وقت) سوکھ گئی(۲۳)۔ کھڑی فصل تباہ ہو گئی اور گندم کی بجائی نہ ہو سکی۔ کنوئیں پر سیراب ہونے والی فصل ٹھیک رہی۔ لوگ اس مقرر ٹیکس کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ کمپنی سے پہلے پنجاب حکومت کے وقت بٹائی یا کنکوٹ کے ذریعے نقصان میں سرکار ساتھ نبھاتی تھی پر اب کسان کو

سارا نقصان اکیلے برداشت کرنا پڑا۔ لوگ لاہور کی طرف اس نیت سے آئے کہ سرکار سے ٹیکس چھوٹ حاصل کر سکیں۔ لیکن انگریز سرکار نے کسانوں کو لاوارث چھوڑ دیا۔ اس واقعہ کی گواہی امپیریل رول ان پنجاب میں اس طرح ہے:

"In reporting calamity to the Government of "India, the Punjab Government disclaimed all responsibility." (24)

دو سال تک خان واہ (نہر) جاری نہ ہوئی کیونکہ اس کی بھل صفائی اور پشتوں کی مضبوطی کے لیے ایک لاکھ روپے درکار تھے۔ جو کہ ہندوستان سرکار کی طرف سے پنجاب حکومت کو نہ ملے۔ جس کی وجہ سے نہر کی مرمت وقت پر نہ کروانا تھا۔ آخر کار مارچ ۱۸۵۴ء میں خان واہ (نہر) جاری ہوئی۔(۲۵ (

بورڈ کو یہ ثابت ہو گیا کہ سیٹلمنٹ غلط ہوئی ہے۔ اس لیے ۱۸۵۳ء میں دوسری سیٹلمنٹ کی گئی۔ اس میں دریا کنارے زمین (کھدر) درمیارنی (مشمولہ) اور بارکی زمین (بنگار) پر مختلف ٹیکس لگائے گئے۔ جے رائل روز بری اس ٹیکس کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

"Governments share of produce was set at1/4 on sailab (inundated(and canal lands and 1/5 on well lands Sugarcane and indigo crops wre assessed 1/5, of the former and 2/11 of the later were taken owing to difficulty of irrigation. " (26)

اس سیٹلمنٹ سمری کو پنجاب بورڈ کی رپورٹ (۱۸۵۲-۵۳ء) میں بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا۔ اس میں لکھا ہے:

"This settlement was made on accurate data, and was in itself quite moderate the villages were flourishing, and canal cultivation luxuriant." (27)

پنجاب بورڈ آف ایڈمنسٹریشن کی یہ رپورٹ کچھ زیادہ قابل اعتبار نہیں کیوں کہ اس میں مجموعی اوسط کی بنیاد پر پورے ملتان ڈویژن کی خوشحالی کا اعلان کر دیا گیا۔ اس کی وجہ انگریزوں کی پنجابی جغرافیائی تبدیلیوں سے انجانی تھی اس کی ایک مثال ان علاقوں میں بھی جہاں دریا کا راستہ بدل چکا تھا اور نہریں سوکھ چکی تھیں، ویسے ہی ٹیکس لگانا ہے جیسے عام جگہوں پر لگایا جاتا ہے۔ ٹیکس کے ایک ہی اصول کا ہر جگہ لاگو ہونا لوگوں کے لیے باعث پریشانی تھا۔

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

اس ناانصافی کی ایک دلیل جے رائل روزبری کے یہ الفاظ ہیں:

"One village might be assessed three annas per acre, while a neighboring village was charged two or three rupees per acre for the same type of Land." (28)

پنجاب ۱۸۴۹ء میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضے میں آیا تو یہاں بنائے گئے بورڈ آف ایڈمنسٹریشن کا کام بظاہر تو سادہ لوح پنجابیوں کے سکھ اور ترقی کے لیے کام کرنا تھا پر دراصل بورڈ کا کام مقامی لوگوں کو محکوم کرنا اور کمپنی کے تجارتی مقاصد کو فروغ دینا تھا۔ بورڈ کے کاموں کا مقصد پنجاب کی سونا اُگلتی زمین کی اجناس کو سڑکوں کے ذریعے بندرگاہ تک پہنچانا تھا۔ نہروں کی تعمیر پیداوار بڑھانے کے لیے تھی مگر اس کا فائدہ مقامی لوگوں کو صرف اسی صورت میں ہو سکتا تھا اگر ٹیکس کی تلوار ان کے سر پر نہ لٹکتی۔ پہلے بولی بدل کر لوگوں کو ان پڑھ بنایا گیا، پھر ٹیکس جنس کی بجائے نقد روپے میں لیا جانے لگا۔ اور اس ٹیکس کی ادائیگی کے لیے جنس کو بیچنے اور وصول نقد روپے کے حساب کتاب کے لیے ایک طبقہ تخلیق کیا گیا جنھوں نے آہستہ آہستہ ان کی وراثتی زمین اپنے پاس ہی رہن رکھ لی۔ کمپنی سرکار کو لوگوں کے سکھ کی بجائے اپنی جیب بھرنے کا لالچ تھا۔ ان ٹیکسوں کی وصولی کی خاطر تھانے بنے جہاں بے قصور پنجابیوں کو سزائیں دی گئیں۔ کمپنی سے پہلے عوام اور حکومت کے درمیان ایسا فاصلہ نہ تھا جو کہ کمپنی کی ایک چال تھی۔ کمپنی کے تھانیدار اور تحصیلدار انتہائی طاقتور اور بے رحم تھے۔ پنجاب کی ہزاروں سالہ پرانی تہذیب میں بچوں عورتوں کا حیا، سب کی عزت، طاقت کے باوجود انکساری مرکزی حیثیت رکھتی تھی مگر اس دور میں سب بدل گیا۔ لوگوں کو بے عزت کرنا، عورتوں کو بھی قید کر دینا اس دور میں مرکزی رہا۔ الغرض مقامی سماج اور مذہب دونوں کے قوانین الٹ دیے گئے۔

پنجاب پر قبضے سے ۱۸۵۷ء تک آٹھ سال میں پنجاب کے لوگ چیخ اُٹھے اور بالآخر ڈم ڈم میں جنگ آزادی کی بنیاد رکھی۔ پنجاب میں اس جنگ کے اسباب دوسرے ہندوستان سے مختلف تھے۔ باقی پنجاب پر قبضے سے ۱۸۵۷ء تک آٹھ سال میں پنجاب کے لوگ چیخ اُٹھے اور بالآخر ڈم ڈم میں جنگ آزادی کی بنیاد رکھی۔ اس جنگ میں پنجاب کے داخل ہونے کے اسباب دوسرے ہندوستان سے مختلف تھی۔ باقی ہندوستان میں جنگ کے اسباب عوام کی تنگی افواج کو تنخواہیں نہ ملنا اور ذاتوں کا بھرشٹ ہونا تھا۔ اسی وجہ سے جنگ آزادی کا آغاز کمپنی کے مقامی سپاہیوں نے کیا۔ لیکن پنجاب میں آزادی کی یہ لڑائی عام لوگوں نے لڑی جنھیں نہ بادشاہت کی اُمید تھی اور نہ ہی تنخواہوں اور عہدوں کے

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

نہ ملنے کا دُکھ۔ یہ لوگ تو دھرتی کی صدیوں پرانی ریتوں، مٹی کی محبت اور اپنی غیرت کے سبب یک جان ہو گئے۔ اور اس پاک کام میں باقی ہندوستان سے پیچھے نہ رہے۔

حوالہ جات

(1) Frederick P. Gibbon, The Lawrences of the Punjab (London: J. M. Dent & Co, 1908)149.

(2)Harold Lee, Brothers in the Raj (Karachi: Oxford University Press, 2004) 253.

(3)Frederck P. Gibbon 158.

(4) B. S Nijjar, Punjab Under the British Rule 1849-1947 (Lahore: Book Traders)36.

(5) B. S Nijjar 37.

(6) S. S Thorburn, The Punjab in Peace and War (London: William Blackwood and sons, s n) 150.

(7) Punjab Government, General Report of the administration of thePunjab 1849-51 (London: J & H Cox, 1854) 28-32.

(8) Punjab Government 37.

(9) Punjab Government 87.

(10) Punjab Government 89.

(11) Punjab Government 98.

(12) Punjab Government 99.

(13) Punjab Government 55.

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

(14) J Royal Roserberry, III, Imperial Rule in Punjab 1818-1881 (Lahore: Vanguard, 1988)120.

(15) Indu Banga, Agrarian System of the Sikhs (New Delhi: Manohar Publicatios, 1978) 90.

(16) Punjab Government, 57.

(17) Punjab Government 7.

(18) Indu Banga 90.

(19) Romesh Dutt, The Economics History of India (London: Routledge & Kegan paul, 1906)84.

(20) J Royal Roseberry iii 143.

(21) J Royal Roseberry iii, 143.

(22) J Royal Roseberry III 144.

(23) J Royal Roseberry III 156.

(24) J Royal Reseberry III 156.

(25) J Royal Roseberry III 157.

(26) J Royal Roseberry III 144.

(27) J Royal Reseberry III 144.

(28) Punjab Government, General Report on the Administration of thePunjab 1852-53 (London: J&H Cox, 1854) 115.

(29) J Roayl Roseberry III 157.

(30) J Roayl Roseberry III 146.

(31) S. S Thornburn 169.

(32) Punjab Government, General Report on the Administration of thePunjab 1849-51 , 42.

(33) J Royal Roseberry III 142.

(34) Barrier G Norman, The Punjab Alienation of Land Bill of 1900 (Durham: Duke University, 1966)4.

(35) Punjab Government, General Report on the Administration of thePunjab 1849-51, 49-57.

(36) S. S Thormborn, 170.

(37) S. S Thormborn, 185.

(38) Thomas R. Metcalf, The Aftermath of Revolt (London: Oxford University Press, 1965) 65.

(39) Punjab Government, Mutiny Records : Reports (Lahore: Sang-e-meel Publications, 2005) 502.

(40) S.S Thornburn 185.

(41) Ganda Singh, *Christianity in the Punjab*, The Punjab Past andPresent .Vol. 1 (Patiala: Punjabi Universe)371.

(42) Ganda Singh 371.

(43) سرسید احمد خان، اسباب بغاوت ہند (علی گڑھ: مطبع مفید عام، ۱۹۰۳ء) ۱۷۔

(44) Punjab Government, Mutiny Records: Reports 341.

(45) سرسید احمد خان ۱۷۔

(46) S. S thormborn 185.

(47) سعید بھٹا، نابر کہانی (لہور: سانجھ پبلی کیشنز، ۲۰۱۰ء) ۳۲۔

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

(47) دیکھیں ضمیمہ نمبر ا۔

(48) دیکھیں ضمیمہ نمبر ۲۔

(49) مقدمہ اجرائے پروانہ آفرین و تحسین بنام سرفراز خان کھرل۔ بستہ نمبر ۱۱۔ بنڈل نمبر ۲۔ مثل نمبر ۶۹۔ کاغذات دربار لاہور۔

(50) Thomas R. Metcalf 73.

ضمیمہ نمبر ۱

i

ii

iii

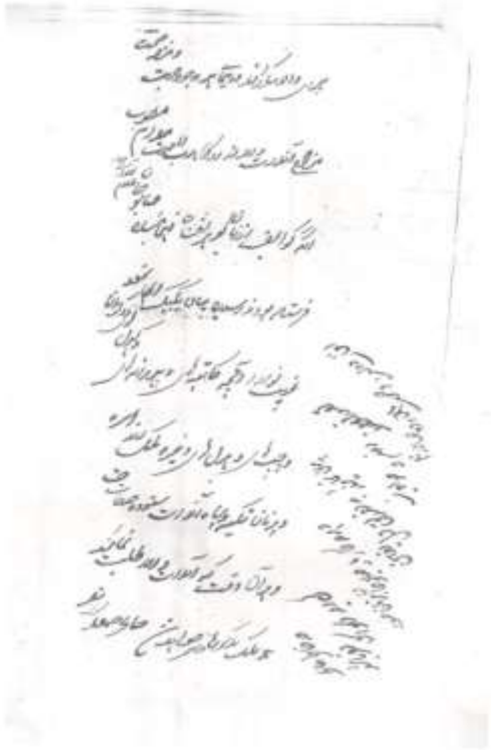

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ضمیمہ نمبر 2